آپ ﷺ کے بعد کا چلنے والا پہچان لیتا تھا کہ حضور ﷺ اس رستے سے گزرے ہیں۔آپ ﷺ کی خوشبو کی وجہ سے''۔(مشکوۃ صفحہ نمبر ۵۰۹)

الغرض حضور انور ﷺ سراپا برکت تھے اور سب انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی وحی کے سبب ہر امر میں یمن و برکت والے ہوتے ہیں۔چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی نقل کیا کہ انہوں نے آغوش مادر میں کہا ﴿وجعلنی مبارکا اینما کنت﴾ ''یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو صاحب برکت بنایا ہے، جہاں کہیں میں ہوں''۔ (زمین پر یا آسمان پر، سفر میں یا حضر میں) اور حضرت ابراہیم و اسحاق (علیہما السلام) کے حق میں فرمایا: ﴿و بارکنا علیه و علی اسحق﴾ یعنی ''ہم نے برکت رکھی اس پر یعنی ابراہیم اور اسحاق پر بھی''۔

اور اہل صلاحیت کے قدم کی برکت سے بیماریوں اور آفتوں کا دور ہونا اور بارشوں کا بوقت ضرورت برسنا اور رزق و مال میں افزائش احادیث صحیحہ مرفوعہ اور آثار صحابہ اور دیگر بزرگان دین کے واقعات سے ثابت ہے اور یہ متواترات کی جنس سے ہے اس سے انکار کی گنجائش نہیں۔ھذا و اللہ الھادی۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے مبارک پاک کلام قرآن مجید کی نسبت فرمایا: ﴿کتاب انزلنه مبارکا﴾ [ص:۶۳] یعنی ''(اے پیغمبر ﷺ) ہم نے (یہ) برکت والی کتاب آپؐ کی طرف اتاری ہے''۔نیز فرمایا: ﴿وھذا ذکر مبارک أنزلنه﴾ [انبیاء:۱۷] یعنی ''یہ برکت والا ذکر (نصیحت نامہ) ہے، جسے ہم نے مقام عظمت سے اتارا ہے''۔
نیز فرمایا: ﴿وھذا ذکر مبارک أنزلنه﴾ [انعام:۷] یعنی ''یہ کتاب برکت والی ہے، جسے ہم نے (مقام عظمت سے) نازل کیا ہے''۔

الغرض یہ برکت والی کتاب حضور ﷺ کے قلب پاک پر اتاری گئی، جیسا کہ فرمایا: ﴿فانه نزله علی قلبک باذن اللہ﴾ [البقرہ:۱] یعنی ''حضرت جبرئیل تو یہ قرآن آپ ﷺ کے اطہر قلب پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے لے کر آئے ہیں، (پھر ان سے دشمنی کے کیا معنی؟)'' نیز فرمایا: ﴿نزل به الروح الأمین علی قلبک﴾ [الشعراء:۱۹] یعنی ''(اے پیغمبر) آپ ﷺ کے قلب پر اس قرآن کو روح الامین لے کر آئے ہیں۔

ان آیات سے واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کا قلب فیوض و برکات رحمانیہ کا خزینہ اور انوار و اسرار ربانیہ کا گنجینہ ہے۔جس کسی کو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی طرح اس سے اتصال و انضمام نصیب ہو گیا۔اس کا سینہ نور سے بھر گیا اور جس کسی پر آپ ﷺ کی نظر کرم پڑ گئی اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو گیا۔چنانچہ تفسیر سراج منیر میں امام خطیب شربینیؒ آیت ﴿و یزکیهم﴾ (جمعہ:۲) کے ضمن میں فرماتے ہیں: ﴿و یزکیهم﴾ یعنی: یہ نبی اُمّی

ﷺ پاک کرتا ہے۔ان کو شرک اور رذیلے اخلاق اور ٹیڑھے عقائد سے اور آنحضرت ﷺ کا یہ تزکیہ اپنی حیات طیبہ میں ان لوگوں کی طرف نظر (کرم) کرنے اور ان کو علم دین کے سکھانے اور ان پر قرآن شریف کے تلاوت کرنے سے تھا۔پس کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ کسی انسان کی طرف نظر محبت سے دیکھتے تو اللہ تعالیٰ اس کی قابلیتوں کے موافق اور ان امور کے مطابق جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے عالم قضا و قدر میں مقرر کر رکھا ہے"۔

کہ وہ عالم اسباب میں مہیا ہوں،اس شخص کا تزکیہ کر دیتا ہے۔پس وہ شخص آپ ﷺ کا نہایت درجے کا محبّ (صادق) اور آپ ﷺ کی اتباع (پیروی) کو اچھی طرح سے لازم پکڑنے والا اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور آپؐ کی سنت میں نہایت درجہ کا راسخ و پختہ ہو جاتا ہے۔(انتھی متر جما) یہ اثر بالمشافہہ ان ارباب عقیدت پر تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی پاک صحبت کیلئے منتخب کر لیا تھا اور اب بعد وفات شریف کے آپ ﷺ کے انوار کی برکت کیلئے اللہ تعالیٰ کی کتاب تو وہی ہے اور آپ ﷺ کے نفس طیبہ کی بجائے آپ کے انفاس طیبہ ہیں جو آپ ﷺ کے علمی اور تعلیمی فیوض و برکات کے حامی ہیں اور وہ اسفار حدیث میں مکتوب ہیں۔ان پر اعتقاد رکھنا اور ان کے مطابق عمل کر کے اپنے قلب کو پاک صاف کرنا نزول برکات کا موجب ہے اور جو لوگ شب و روز آپ کے آثار و احادیث کا شغل و ذکر رکھتے ہیں۔ان کو آپ کی مصنوعی صحبت کا رتبہ ملتا ہے چنانچہ اسی معنی میں کہا گیا ہے: **اھل الحدیث ھموا أھل النبی و ان لم یصحبوا نفسه الا نفاسه صحبوا** یعنی"اہل حدیث نبی کریم ﷺ کے اہل ہیں۔اگرچہ انہوں نے آپ ﷺ کی ذات گرامی کی صحبت کا شرف نہیں پایا،لیکن آپ ﷺ کے انفاس طیبہ کی صحبت تو حاصل ہے"۔

"نفس" بمعنی تن اور ذات ہے۔اس کی جمع "نفوس" آتی ہے اور "نفس" بمعنی دم،سانس مراد اقوال و ارشادات۔اسکی جمع "انفاس" آتی ہے... حاصل اس شعر کا یہ ہے کہ اہل حدیث کو اگرچہ بعد زمانہ کے سبب پیغمبر ﷺ کے جسم مبارک کی مصاحبت (وسنگت) حاصل نہیں ہو سکتی۔لیکن آپ کے انفاس طیبہ سے پیدا شدہ کلام یعنی احادیث شریفہ سے تو صحبت حاصل ہے کہ وہ آپ ﷺ کی برکات کی حامل ہیں۔(**اللھم اجعلنا منھم**)

(بشکریہ: ماہنامہ "الاخوۃ" لاہور)

فیض احمد صاحب کی پاکستان آمد

فیض احمد صاحب جو کہ مدینہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں سالانہ تعطیلات کے موقع پر جامعہ علوم اثریہ جہلم تشریف لا چکے ہیں اس دوران خطبات جمعہ کے علاوہ مختلف مساجد اہل حدیث جہلم میں ان کے دروس کا سلسلہ جاری ہے۔(0321-5448668)

میلہ چراغاں کے مادھو لال حسین کا اصل چہرہ

تحریر: فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالرحمٰن ضیاء

آج کا دور اگرچہ ذرائع ابلاغ و وسائل تحقیق کے اعتبار سے بہت ہی ترقی کا دور ہے۔ایک طرف علوم قرآن وحدیث کے ماہرین علماء کرام اور صحیح عقائد ونظریات کے حاملین کا طبقہ ہے جو نقل صحیح یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو ہی دیکھتے ہیں انہی کے ساتھ انہیں محبت وعقیدت ہے وہ عوام کالانعام کی کثرت کی طرف نہیں دیکھتے ان کی بنیاد صرف ان کے رب کا قرآن اور ان کے نبی ﷺ کا فرمان ہی ہے اور دوسری طرف علوم عصریہ یا علوم تصوف کے حاملین پی ایچ ڈی (ڈاکٹریٹ) ایم ،ایس سی نیز سائنس وغیرہ کی ڈگریاں حاصل کرنے والوں کا طبقہ ہے جو اپنے فن میں تو تحقیق کرتے کرتے اس بلندی تک پہنچ جاتے ہیں کہ اگر انہیں بال کی کھال بھی اتارنی پڑ جائے تو کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے لیکن اس کے باوجود بھی ان میں سے کئی ایسے ڈاکٹر صاحبان ہیں کہ وہ قرآن حکیم کا ترجمہ نہیں کرسکتے حتیٰ کہ بعض کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ سادہ قرآن بھی پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ بلکہ کچھ تو کلمہ توحید واخلاص ''لا الہٰ الا اللہ'' کا صحیح معنی ومفہوم ہی سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔

اسی لئے تو وہ ہر رطب ویابس پر اپنے عقیدے کی بنیاد رکھ لیتے ہیں ان میں سے بعض اپنے آپ کو بڑے اونچے درجہ پر فائز محقق، ڈاکٹر یا صحافی وغیرہ سمجھ رہے ہوتے ہیں مگر کتاب وسنت کی معرفت سے وہ عاری ہوتے ہیں۔کوئی ایسا مضمون یا کتاب لکھ دیتے ہیں جس میں ملمع سازی کی صورت کے رنگ میں حق کو باطل اور باطل کو حق کرکے دکھا دیتے ہیں۔اولیاء اللہ کو غیر اولیاء اور غیر اولیاء کو اولیاء اللہ کرکے پیش کرتے ہیں۔

ان کتابوں میں مذکور ہستیوں کے اسلام کے صریح خلاف اقوال واعمال دیکھنے اور پڑھنے کے باوجود بھی انہیں اولیاء کی صف میں کھڑا کیا جارہا ہے۔ان کتب میں کہیں کوئی بزرگ خدا بننے کا دعویٰ کررہا ہے کوئی قرآن و حدیث کی تعلیمات کو مذاق کرتا دکھائی دیتا ہے۔کوئی ﴿مالک یوم الدین﴾ ہونے کا مدعی ہے۔کوئی اپنے آپ کو مصطفیٰ ﷺ سے بھی بڑا سمجھ رہا ہے۔کوئی تارک صوم وصلوۃ نظر آرہا ہے،کوئی شراب پیتا دکھائی دیتا ہے،کوئی طوائفوں کے پاس جاتا نظر آتا،کوئی رقص کرتا سامنے آتا دکھائی دیتا ہے،کوئی تارک حج وعمرہ بن کر سامنے آتا ہے، کوئی بے ریش خوبرو لڑکوں سے عشق کرتا نظر آتا ہے۔

یہ کیسا دین ہے؟ کیسا اسلام ہے؟ کیسا ایمان ہے؟

پھر افسوس صد افسوس!!